حافظ ضیاء الدین احمد
تمن ضلع چکوال

# میں نے بھی شاہ جیؒ کو سنا

بچپنے میں جب شعور کی آنکھ کھلی تو شاہ جی سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد اسحٰق ؒ مانسہروی کا ذکر اکثر گھریلو علمی ماحول میں سننے میں آتا، جب برادر مکرم علامہ نورالحسن خان مرحوم (سابق پروفیسر پنجاب یونیورسٹی) دیو بند سے فارغ التحصیل ہو کر اپنے گاؤں تمن تشریف لائے تو اُن کی زبانی مولانا ابوالکلامؒ اور مولانا عبیداللہ سندھیؒ کا اکثر ذکر ہوتا

والد مرحوم مولانا محمد امام غزالی فاضل دیو بند نے ایک بار شاہ جیؒ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ شاہ جیؒ تمن تشریف لائے، گرمیوں کا موسم تھا، شاہ جیؒ رات کے وقت مولانا گل شیر شہیدؒ کی سُسرالی حویلی میں جو کہ کھلی اور ہوادار تھی آرام فرما رہے تھے، خلافت کا دور تھا، رات گئے تک تحریک خلافت سے متعلق باتیں ہوتی رہیں، بعد ازاں شاہ جیؒ سو رہے اور والد مرحوم بھی آرام کے لئے گھر تشریف لائے۔ اسی رات والد مرحوم کو خواب آیا کہ شاہ جیؒ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ صبح نماز کے بعد والد مرحوم نے اپنا خواب شاہ جیؒ کو سنایا۔ کچھ عرصہ بعد حضرت شاہ جیؒ نے پیغام بھیجا کہ آپ کا خواب سچا ثابت ہوا ہے، اللہ جل شانہ نے مجھے بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جس سعادت مند بیٹے کی یہ بشارت تھی، وہ سید عطاء المنعم مرحوم (ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ) تھے۔

میں نے پہلی بار حضرت شاہ جیؒ کو میانوالی میں دیکھا جب کہ میں چھٹی جماعت کا طالب ہونے کے ساتھ ساتھ قانونچہ کھیوالی پڑھتا تھا شاہ جیؒ چچا شیر محمد زرگر کے ہاں قیام پذیر تھے دیگر احراری اکابرین مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ صوفی عبدالرحیمؒ، غلام محمد ہاشمیؒ، ڈاکٹر غلام حیدرؒ اور صوفی اللہ دادؒ صاحبان بھی موجود تھے۔ رات بھر صاحب خانہ کے ہاں محفل جمی رہی دوسرے روز ظہر کے بعد عید گاہ میں حضرت شاہ جیؒ کی تقریر ہوئی بڑھاپے کا غلبہ تھا جسمانی طور پر کافی کمزور دکھائی دیتے تھے۔ لیکن آواز میں جوانی کی سی ترنگ تھی قرآن پڑھنے کا انداز ایسا مسحور کن تھا معلوم ہوتا تھا کہ کلام الٰہی کا اب نزول ہو رہا ہے، اشعار پڑھتے تو پھولوں کی سی مہک آتی تھی۔

صحیح سال تو یاد نہیں غالباً انچاس یا پچاس کے لگ بھگ میں دینی تعلیم کے سلسلے میں ملتان گیا۔ ملتان کا پروگرام بنا تو والد مرحوم سے اجازت چاہی تو فرمانے لگے کہ ابھی تم صرف اور نحو کی ابتدائی کتب پڑھ رہے ہو، یہ ابتدائی کتب مدارس میں ٹھیک نہیں پڑھائی جاتیں، تم چند سال میرے پاس رہ کر ابتدائی کتب ختم کر لو بعد میں بغرض تعلیم باہر چلے جانا۔ مگر میں ذہنی طور پر گھر سے باہر تعلیم حاصل کرنے کا پروگرام بنا چکا تھا۔ لہٰذا اپنے مدرسہ غزالیہ کے ایک طالب علم کو لے کر عازم ملتان ہوا۔ ملتان میں ان دنوں عید گاہ روڈ پر پیر مبارک شاہ مرحوم کا قائم کردہ مدرسہ تعلیم الاسلام تھا، جس کے مہتمم مکھیانہ کے قاسمی

صاحب تھے۔ میں وہاں داخل ہوگیا، استاد نہایت قابل اور بڑے شفیق تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے۔ اُن کا نام نامی مولانا منظور الحق تھا، میں نے نحو میں کافیہ، فقہ میں کنز اور منطق میں میر ایساغوجی شروع کی۔ حضرت استاذی مرحوم کو تمام درسی علوم میں مہارت کاملہ تھی ایسا پڑھاتے کہ دل ودماغ میں ہر مسئلہ یوں بیٹھتا کہ

''میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے''

جمعہ کے دن دینی مدارس میں چھٹی ہوتی ہے، لہٰذا ہم تمام طلبائے مدرسہ جمعہ کی نماز مولانا محمد علی جالندھریؒ کے پیچھے سراجاں والی مسجد میں ادا کرتے۔ ایک بار ایسا ہوا کہ میرے ایک طالب علم ساتھی غلام یٰسین مجھے نماز جمعہ کے بعد حضرت شاہ جیؒ کی خدمت میں حاضری کے لئے اُنؒ کے گھر لے گیا۔ شاہ جیؒ موسم کی شدت کے باعث قمیص اُتار کر ایک کھردری چار پائی پر لیٹے ہوئے تھے، ہاتھ میں دستی پنکھا تھا، کمرے کا جائزہ لیا، قالین نہ صوفہ۔ غالباً فرش بھی کچا تھا، یا اللہ یہ کیا ماجرا ہے؟ ایک طرف پانی کا گھڑا جس پر مٹی کا کٹورا رکھا ہوا تھا۔ شاہ جیؒ آنکھیں بند کر کے لیٹے ہوئے تھے۔ ہم اندر داخل ہوئے تو شاہ جیؒ نے دھیمے لہجے میں فرمایا کون؟ غلام یٰسین نے جو کہ حضرت کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتا رہتا تھا کہا یٰسین، فرمایا آ ؤ، آ ؤ بیٹا۔ میں حیران و پریشان وہ شیر جس کی ایک گونج سے کفر وظلمات کے ایوانوں میں زلزلہ آ جاتا تھا، جس کا نام مشرق و مغرب میں انگریز دشمنی میں مشہور تھا، وہ مجاہد جس کی للکار سے کاسہ لیسان انگریز کانپ کانپ جاتے تھے یہ درویشانہ زندگی، کچھ دیر رقت غالب رہی، بعد میں آنسوؤں کو مولویانہ رومال سے صاف کیا۔ بیٹھے بیٹھے یٰسین صاحب اُٹھے اور شاہ جی کو دبانے لگے میں بھی اٹھا شاہ جی کے پاؤں میرے حصہ میں آئے دباتے رہے، فرمانے لگے: ''یہ نیا طالب علم کہاں کا رہنے والا ہے اور کیا پڑھتا ہے''؟ میں نے والد صاحب کے حوالہ سے اپنا تعارف کرایا، فوراً پاؤں کھینچ لئے، چونک کر اٹھ بیٹھے فرمایا: ''وہ تو اب لاش بن ہوگیا ہوگا''۔ میں سمجھا نہیں اس استفہامیہ کلام کی وضاحت فرمائی کہ تمہارے والد بہت ضعیف ہو گئے ہوں گے، میں نے عرض کی، نہیں حضرت! میرے والد صاحب بحمداللہ صحت وعافیت سے ہیں، دس بارہ اسباق پڑھانا روز کا معمول ہے۔ یہ سُن کر بہت خوش ہوئے پھر مولانا گل شیر شہید رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر فرمایا کہ جب میں ٹمن گیا تو موصوف ابتدائی دینی کتب تمہارے والد صاحب سے پڑھتے تھے۔ پھر مولانا محمد اسحٰق صاحب کے متعلق پوچھا، میں نے انہیں بتایا کہ وہ مسجد انگوری راولپنڈی کے ایک حجرہ میں قیام پذیر ہیں۔ آپ نے ایک لمبی آہ بھری فرمایا: ''شیر تھا شیر''۔ اسی اثنا میں فرمایا کہ میرے بڑے بیٹے عطاء المنعم کی پیدائش کی پیش گوئی تمہارے والد صاحب نے کی تھی۔

میں ایک سال تک ملتان کے مدرسہ تعلیم الاسلام میں پڑھتا رہا، رمضان شریف کی تعطیلات میں واپس گھر آیا، کچھ دنوں بعد والد مرحوم نے میری پڑھی ہوئی کتب کا امتحان لیا۔ امتحان میں کامیاب ہوا، والد صاحب مرحوم نے دوبارہ تعلیم کے لئے ملتان جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ گزشتہ ایک سال کے ملتان کے قیام کے دوران حضرت شاہ جیؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت بلاناغہ حاصل کرتا رہا۔ ایک بار ایسا ہوا کہ میں حضرت شاہ جی کے پاؤں دبا رہا تھا، جذبات میں

آ کر پاؤں پر بوسہ دے دیا، حضرت نے ناگواری کا اظہار فرمایا، میں نے کہا کہ آپ کے بعد آپ کے عقیدت مندوں سے اور اپنے احباب سے یہ کہہ سکوں گا کہ مجھے حضرت کی پابوسی کا اعزاز حاصل ہے، شاہ جیؒ یہ سن کر مسکرائے اور خاموش ہو گئے۔

رمضان شریف کی تعطیلات کے بعد جب مدرسہ میں حاضر ہوا تو استاذی المکرّم مولانا منظور الحق مرحوم اپنے چچا مولانا عبدالخالق صاحب مرحوم کے ایما پر مدرسہ نڑھال تحصیل کبیر والہ میں تدریسی فرائض دینے کے لئے تیار تھے۔ چنانچہ میں نے بھی اُن کے ہمراہ جانے کا فیصلہ کر لیا۔ قیام ملتان کے دوران جب میں حضرت شاہ جیؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا مجھ پر خصوصی شفقت فرماتے، دیکھتے ہی اپنے پاس بلا لیتے، پڑھائی کے متعلق دریافت کرتے، نصیحت فرماتے کہ بیٹا دل لگا کر پڑھو پھر حاضرین مجلس کو میرے والد مرحوم کے حوالہ سے مجھے متعارف کرواتے۔ انہیں دنوں بھارت کی فوجیں پاکستان کی سرحدوں پر جمع ہونا شروع ہو گئیں، اُسی موقع پر لیاقت علی خان کا مُکّہ اخبارات کی زینت بنا، اس دوران شاہی قلعہ ملتان پر ایک بہت بڑا جلسہ منعقد ہوا۔ شاہ جیؒ نے بھارت کے خلاف تقریر فرمائی، آپ نے تقریر کے دوران قرآن حکیم کی کسی آیت کی تفسیر بیان فرمائی، پیچھے بیٹھے ہوئے مولانا خیر محمد جالندھریؒ نے آواز دی: ''شاہ جی! اس آیت کی تفسیر دوبارہ بیان فرمائیں''۔ شاہ جیؒ نے اپنے مخصوص خطیبانہ انداز میں مولانا خیر محمد جالندھری مرحوم کے ارشاد کی تعمیل کی تو حضرت مولانا عش عش کر اٹھے۔

کچھ عرصہ بعد سید عطاء المنعم بخاریؒ نے ''شہدائے بالاکوٹ کانفرنس'' منعقد کی یہ کانفرنس حضرت شاہ جیؒ کی صدارت میں ہوئی تھی۔ شاہ جیؒ لاہور گئے ہوئے تھے۔ جلسہ شروع ہوا سٹیج سے بار بار اعلان ہو رہا تھا کہ شاہ جیؒ ابھی آنے والے ہیں۔ اس وقت صاحبزادہ سید عطاء المنعم صاحبؒ کی بے قراری دیدنی تھی، بار بار سڑک پر نظر کرتے شاید شاہ جی آ رہے ہوں۔ آخر حاضرین کو مطمئن کرنے کیلئے خود تقریر شروع کر دی۔ ابھی تقریر شروع ہوئے چند منٹ گزرے تھے کہ شاہ جیؒ آہستہ آہستہ سٹیج پر تشریف لے آئے اور اپنے آنے سے سید عطاء المنعم صاحبؒ کو اس طرح آگاہ فرمایا، عطاء المنعم صاحب نے کوئی تاریخی حوالہ دیا شاہ جی نے استفسار فرمایا کہ ''یہ واقعہ کونسی کتاب میں ہے''۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے، شاہ جیؒ نے گلے میں پستول لٹکایا ہوا تھا اور ہاتھ میں کلہاڑی تھی۔ سید عطاء المنعمؒ نے باقی تقریر بڑی دلجمعی کے ساتھ کی۔ انہیں معلوم ہو گیا کہ حضرت تشریف لا چکے ہیں۔ آخر میں حضرت شاہ جیؒ نے اپنی تقریر کا آغاز ایک ایسے خطبے سے کیا جو ختم ہونے کو نہیں آتا تھا، بعد ازاں قرآن حکیم کی تلاوت شروع کی، مجمع پر ایسا سحر ہوا کہ بار بار تلاوت پر ہی حاضرین کا اصرار رہا۔ چنانچہ حضرت بھی تقریر کی بجائے، تلاوت ہی فرماتے رہے۔

حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں غور و تفکر اور عبرت آموزی کا بڑا سامان تھا۔ وہ ایک کامیاب اور اولوالعزم انسان تھے۔ میں اپنے ان عقیدت مندانہ جذبات کا اختتام اس شعر پر کرتا ہوں۔

کچھ ایسے بھی اُٹھ جائیں گے اِس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے